50801 ـ كم يا زيادہ ہونے والى جمع شدہ رقم كى زكاۃ كيسے ادا كى جائے گى ؟

سوال

بنك ميں ركھى جانے والى رقم ايك جيسى ہى نہيں رہتى، يعنى سال كے دوران اس ميں كمى يا زيادتى ممكن ہے، تو اس كى زكاۃ كس طرح ادا كى جائے گى ؟ جبكہ وہ رقم صرف جمع كرنے كے ليے ہى مخصوص نہيں، اور سال كے دوران كبھى كم اور كبھى زيادہ ہوتى رہتى ہے، تو اس رقم كى تحديد كيسے ہو گى جس پر سال مكمل ہوا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جب يہ رقم نصاب كو پہنچ جائے اور اس پر سال مكمل ہو جائے تو اس پر زكاۃ واجب ہو جاتى ہے، چاہے وہ رقم جمع رہنے كے ليے ہو يا نہ.

اور زكاۃ كا نصاب پچاسى گرام (85) سونا، يا پانچ سو پچانوے گرام (595) چاندى كے برابر رقم ہے.

اور اس ميں سے زكاۃ كى مقدار اڑھائى فيصد ہو گى.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (2795) كا جواب ديكھيں.

اس ليے اگر دوران سال مال نصاب سے كم ہو جائے تو سال منقطع ہو جائے گا، اور اس ميں زكاۃ واجب نہيں ہو گى، اور جب مال نصاب كو پہنچے تو پھر نئے سرے سے سال شروع ہو گا.

اور اگر مال دوران سال كچھ نہ كچھ زيادہ ہوتا رہے تو اس ميں تفصيل ہے:

اول:

اگر تو (نيا) حاصل ہونے والا مال پہلے مال كا نتيجہ ہے مثلا جمع كردہ مال كا ـ اسلامى مصارف سے حاصل ہونے والا ـ منافع تو اصل پر سال مكمل ہونے كى صورت ميں سارے مال كى زكاۃ دى جائے گى، چاہے منافع پر سال مكمل نہ بھى ہوا ہو بلكہ اسے چند يوم ہى ہوئے ہوں، اسى ليے فقہاء كا كہنا ہے كہ: منافع كا سال اصل مال كا سال ہى شمار ہو گا.

دوم:

اور اگر حاصل ہونے والا مال پہلے مال کا نتیجہ نہیں، بلکہ وہ مستقل مال ہے، مثلا وہ مال جو انسان اپنی تنخواہ سے جمع کرتا ہے، تو اصل یہ ہے کہ ہر مال کے ایك مستقل اور علیحدہ سال بنایا جائے، اور اس نئے مال کے حصول میں نصاب کی شرط نہیں ہو گی؛ کیونکہ پہلے مال میں نصاب موجود ہے.

اور اس بنا پر آپ نے جو مال رمضان المبارك میں جمع کیا تھا اس کی آئندہ رمضان میں زکاۃ ادا کریں، اور جو شوال میں جمع کرایا اس کی آئندہ شوال میں زکاۃ ادا کریں، اور اسی طرح باقی بھی.

اس میں کوئی شك نہیں کہ انسان کے لیے ایسا کرنا اور جمع کردہ ہر مال کے لیے علیحدہ حساب رکھنا مشکل اور مشقت کا کام ہے، اسی طرح اس کے لیے ہر جمع کردہ مال کی اس کا سال پورا ہونے پر اس کی علیحدہ زکاۃ نکالنا بھی مشکل ہے، لہذا اس کے لیے آسان یہ ہے کہ وہ پہلے جمع کردہ مال کا سال مکمل ہونے پر ہی سارے سال میں جمع کردہ مال کی بھی زکاۃ ادا کر دے.

تو اس طرح آپ نے اس مال کی بھی زکاۃ ادا کردی جس کا ابھی سال مکمل بھی نہیں ہوا اور ایسا کرنے میں حرج بھی کوئی نہیں، بلکہ یہ سال پورا ہونے سے قبل ہی جلد زکاۃ ادا کرنے میں شامل ہوتا ہے.

اس کی تفصیل سوال نمبر (26113) کے جواب میں بیان ہو چکی ہے، اور وہاں ہم نے مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام کا اس کے متعلق فتوی بھی نقل کیا ہے فائدہ کے لیے ہم اسے دوبارہ یہاں بھی نقل کرتے ہیں:

" جس کی ملکیت میں نصاب کو پہنچنے والی نقد رقم ہو اور پھر مختلف اوقات میں اس کی ملکیت اور اور بھی رقم آتی رہی ہو، اور یہ رقم پہلی رقم کے نتیجہ میں نہ ہو اور اس پیدا شدہ نہ ہو، بلکہ اس کی حیثیت مستقل ہو مثلا ایك ملازم اپنی ہر تنخواہ سے کچھ رقم ماہانہ بچا کر جمع کرے، یا پھر وراثت یا ہبہ یا جائداد اور مکانات کا کرایہ وغیرہ.

اگر وہ اس کے حق کی تہہ تك پہنچنے کا حریص ہے، اور وہ صرف اتنی زکاۃ ہی مستحقین کو دینا چاہتا ہے جو اس کے مال میں واجب ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے حساب کتاب کا ایك شیڈول بنائے جس میں اس طرح کی ساری آمدن کی ملکیت کے سال کی ابتداء ظاہر کرے، اور پھر وہ ہر مال پر جیسے ہی اس کا سال مکمل ہو اس کی علیحدہ زکاۃ ادا کرے.

اور اگر وہ اس کام سے راحت اور آرام چاہتا ہو اور وہ درگزر اور فیاضی کا راستہ اختیار کرے، اور وہ اپنے آپ پر فقراء و مساکین کو ترجیح دینے پر اس کا دل راضی ہو؛ تو اپنی ملکیت میں ساری نقدی کی زکاۃ اسی وقت ادا کر دے جب پہلے مال کے نصاب پر سال مکمل ہوتا ہو، اور اس میں اجروثواب بھی زیادہ ہے، اور درجات کی بلندی ہے، اور پھر راحت بھی، اور فقراء و مساکین اور باقی مصارف زکاۃ کے حقوق کا بھی خیال ہے، اور اس سے جو زیادہ ہو وہ

اس کی زکاۃ شمار ہو گی جس کا ابھی سال بھی پورا نہیں ہوا اس کی زکاۃ پہلے ہی ادا ہو جائے گی" انتہی

ماخوذ از: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9 / 280).

واللہ اعلم .